رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵ء

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۵ | ۳۰- اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۲ محرم سنہ ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۳۵

فہرست مضامین

Digtized by Khilafat Library

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیریت مہمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول کے تمیں خدا کے فضل وکرم سے خیر و عافیت ہے۔

گذشتہ جمعہ کی بارش سے قادیان جزیرہ بنا ہوا ہے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے۔ اس بارش اور سیلاب سے بعض مکانوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

خدا کے فضل سے ملیریا کی کوئی خاص شکایت نہیں سنی گئی۔

اطلاع ۲۳- اکتوبر کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی شملہ والی تقریر لکھائی گئی تھی جس کے کچھ حصہ پر حضور دیگر ضروری کاموں کی وجہ سے نظر ثانی نہ فرماسکے اس لئے پرچہ مکمل نہیں ہو سکا۔ بعد میں انشاء اللہ مکمل کر کے بھیجا جائیگا۔ (ایڈیٹر)

اخبار احمدیہ

ایک نو احمدی

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری امرتسر سے لکھتے ہیں کہ ایک غیر احمدی نے میرے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان وفات مسیح پر گفتگو سننی چاہی۔ میں ان کے ساتھ قرآن شریف لے کر مسجد میں آگیا۔ لیکن مولوی صاحب نہ آئے۔ اس شخص پر اس بات کا یہ اثر ہوا کہ جب حضرت خلیفہ ثانی شملہ سے واپس آتے ہوئے۔ امرتسر سٹیشن پر اترے۔ تو مع زوجہ احمدی ہو گیا۔ الحمد للہ

ولادت

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضور شملہ میں تشریف فرما تھے۔ تو ایک عریضہ خدمت اقدس میں لکھا گیا تھا۔ کہ خاکسار کی بیوی حاملہ ہے۔ اور ایام وضع قریب ہیں۔ چونکہ بیمار ہے۔ اس لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز یہ بھی عرض کیا گیا تھا۔ کہ خواب میں مجھے بتایا گیا ہے۔ اور بشارت دیگئی تھی۔ کہ اب جو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہ برکات احمد ہے۔ یہ سن کر میں کہتا ہوں کہ تب میں اپنی کنیت برکات احمد کے نام پر ابو البرکات رکھتا ہوں۔ اس کے بعد بیمار ہو گیا۔ اس کے متعلق بھی عرض کی گئی تھی۔ کہ حضور دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ اور حضور کا مکرمت نامہ آیا تھا۔ کہ خدا آپکو ابو البرکات بنائے۔ سو الحمد للہ کہ حضور کی سب دعائیں قبول ہوئیں۔ بیوی رو بصحت ہے۔ اور ۲۲- اکتوبر بروز سوموار خاکسار کے ہاں لڑکا بھی پیدا ہوا ہے۔ تین چار روز ہوئے میں نے رویا میں ایک کاغذ بصورت اخبار دیکھا جو ہمارے دروازے پر آویزاں ہے۔ اور اس پر جلی قلم

سے "الفضل" لکھا ہے۔ خاکسار نے شکریہ میں ایک سال کے لئے الفضل کا مبارک اور پُر از فضل پرچہ اپنی طرف سے کسی غیر مستطیع کے نام جاری کرنے کے لئے لکھدیا ہے۔ (ایڈیٹر) مولانا موصوف نے بچہ کے پیدا ہونے اس کو برکات احمد قرار دیئے جانے اور اپنی کنیت ابوالبرکات رکھنے کی رویا مجھے بھی سنائی تھی سو الحمد للہ کہ پوری ہوئی۔ مولانا کو مبارک ہو۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مولود کو والدین کے لئے مسعود اور مبارک بنائے۔ اور خدام دین میں شامل کرے۔

مولوی فیض اللہ مبائع نہیں

مانسہرہ ضلع ہزارہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک شخص کی نسبت جس کا نام مولوی فیض اللہ ہے۔ مبائعین کو نقصان پہنچانے کی غرض سے مشہور کیا جاتا ہے کہ وہ مبائع ہے۔ اور حضرت خلیفہ ثانی کے مریدوں میں شامل ہے۔ حالانکہ مولوی مذکور حضرت مسیح موعود کی اولاد اور مبائعین کے متعلق علی الاعلان بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اور احمدیوں سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ پس اس غلط بیانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مولوی فیض اللہ کا نہ مبائعین سے تعلق تھا۔ اور نہ ہے۔ ہاں غیر مبائعین اور خاصکر مولوی محمد حسین صاحب سکنہ دراتہ سے اس کا میل جول تھا۔

اطلاع

مدرسین صاحبان و منیجر صاحبان مدارس احمدیہ کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب بدوملہی مدارس احمدیہ کے انسپکٹر و منتظم مقرر کئے جاتے ہیں۔ نیز صاحبان موصوف کو ایک تکلیف دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی نسبت بذریعہ ڈاک حتی الوسع جلدی دفتر ترقی اسلام میں اطلاع دیں۔

نام مدرس۔ سرٹیفکیٹ۔ تنخواہ۔ رقم امداد۔ مدرسہ کب سے کھلا ہے۔ امداد کب سے جاری ہے۔ اور کہاں وصول ہوتی ہے۔ والسلام

فتح محمد سیال

جوائنٹ سکرٹری ترقی اسلام قادیان

نظم

منکران سیدنا احمد صلی اللہ

از جناب قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری

اے منکران احمد دار الاماں یہی ہے
اترا جہاں پہ عیسیٰ وہ قادیاں یہی ہے

وہ سرزمین جس میں احمد ہوئے ہیں پیدا
مدفون ہوئے جہاں پر ہاں وہ مکاں یہی ہے

لاہور و قادیاں میں ہے فرق نار و جنت
ھل من مزید وہ ہے جنت نشاں یہی ہے

مژدہ سنایا جس کا عیسائے ناصری نے
وہ آنے والا احمد آخر زماں یہی ہے

پوچھے جو تم سے کوئی کیا آنے والا یہ ہے
کہدو اسے گرج کر لاریب ہاں یہی ہے"

وہ غم زدوں کا ہمدرد اور بیکسوں کا دالی
اُن کے دکھوں سے واقف وہ مہرباں یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی۔ جس نے کہ اس کو بھیجا
اُمت کے بوستاں کا اب باغباں یہی ہے

مردوں سے جا کے کہدو چاہو جو زندہ ہونا
اب تازہ زندگی کا روح و رواں یہی ہے

چاروں طرف جہاں میں تاریکیاں ہیں پھیلی
اب اے اندھیرے والو نور جہاں یہی ہے

تم جس کے منتظر تھے اس چودھویں صدی تک
وہ چاند چودھویں کا نکلا یہاں یہی ہے۔

روئے زمیں پہ ہر سو۔ جو آگ ہے برستی
اسکو بجھانے والا۔ آب رواں یہی ہے

ابواب راز قرآں جو بند آرہے تھے
جس مرد حق نے کھولے وہ رازداں یہی ہے

آؤ ادھر کو آؤ اے طالبان مولا
بام مکان حق کا اب نردباں یہی ہے

ملتا ہے جس کے خواں سے وہ مائدہ سماوی
خورد و کلاں کو یکساں وہ میزباں یہی ہے

جس شخص نے نہ کھایا۔ اس مائدہ کو کچھ بھی
بدقسمتی کا اُس کی روشن نشاں یہی ہے

احمد ہے جس کا رہبر وہ احمدی جماعت
وہ آخرین منہم کا کارواں یہی ہے

احمد سے بھاگ کر تم غیروں میں جا ملے ہو
اے باغیان احمد کفر نہاں یہی ہے

وہ قدرداں نہیں ہیں۔ جن میں ہو جا ملے اب
احمد کے پاس آؤ وہ قدرداں یہی ہے

لاہور کے گڑھے میں مسکن پہ باغیوں کے
ذلت برس رہی ہے۔ ہر سو سماں یہی ہے

تخریب قادیاں اور تکذیب احمدیت
چھوٹے بڑے کے لب پر جاری بیاں یہی ہے

یہ بھی کبھی تھا صالح اور نیک تھے ارادے
پر اب ہیں دشمن حق دیکھو عیاں یہی ہے

جس کے حسد سے باغی ملیامِ بن گئے ہیں
محمود ابن احمد وہ نوجواں یہی ہے

جس کو خدا نے چاہا خود کر دیا خلیفہ
کرتا ہے وہ جو چاہے جب اس کی شاں یہی ہے

چھوٹے بڑے ہوئے اب۔ جو تھے بڑے وہ چھوٹے
آیا مقام خوف اب وہ امتحاں یہی ہے

مغلِ خدا کو باغی۔ مفعوبہ خلائق
ٹھہرا رہے ہیں ناحق ہر سو فغاں یہی ہے

کہتے ہیں سم قاتل ہے ذکر نام احمد
لاہور ہو کہ لندن ان کا گماں یہی ہے

سب و شتم ہوا ہے خورد و کلاں کا پیشہ
کس کو کہیں کہ ان میں تو بدزباں یہی ہے

بہتان و طعنہ عادت ہر بات میں بنایا
جو ہو خلاف حق ہو طرز زباں یہی ہے

پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
اس رافضی گروہ کا شاید گیاں یہی ہے

بگڑا نہیں ہمارا کچھ ان کی گالیوں سے
جو کچھ تھا اپنا کھویا ان کا زیاں یہی ہے

یوسف یہ ابتلا ہے۔ مولا ہمیں بچائے
ان باغیوں کے شر سے اب تو دھیاں یہی ہے

---

۵۱ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۳۰- اکتوبر ۱۹۱۷ء

غیر مبائعین کے حملے حضرت مسیح موعود پر

"عجیب کھوپریاں" کے عنوان سے ایک مضمون ۱۰- اکتوبر کے پیغام میں شائع ہوا ہے۔ اس میں کیا ہے؟ غیر مبایعین کی اندرونی حالت کا اظہار۔ اور ان کے باطل عقائد کا چربہ۔ اور اس گستاخی اور بے ادبی کا انکشاف جو وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق روا رکھتے ہیں۔ یہ مضمون زبان حال سے پکار رہا ہے۔ کہ ان لوگوں کے سینے آلائشوں اور گندوں سے اس قدر پُر ہیں کہ کسی وقت بھی حضرت مسیح موعود پر حملہ کرنے سے نہیں چوکتے۔ ایک دفعہ انہی میں کے ایک شخص نے جس کو ان کے مزعومہ امیر نے "مخلص" کا خطاب دیا تھا۔ لکھا تھا کہ مرزا صاحب کو بھی نمود و نمائش کا خیال تھا۔ اسی لئے کبھی کوئی دعویٰ کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی۔ یہی العظمت ان کی ایمانی حالت پر ماتم کرنے کے لئے کم نہ تھے کہ اب جو الفاظ ان کے ایک مکرم و معزز شخص نے استعمال کئے ہیں۔ وہ مزید برآں ان کی عبرتناک حالت کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

تم۔ (مبائعین۔ ناقل) اپنے دعوے میں راستباز نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ ایک طرف نبی تراش نام رکھ دوسری طرف نتیجہ میں صرف ایک کا لفظ بول کر سراسر نبی کریم کی ہتک کر رہے ہو۔ پھر کیا وہ پہلے انبیا بھی ایسے ہی محکوم ہوتے تھے۔ کہ گورنمنٹ کے خوف سے آئندہ کے لئے انذاری پیشگوئیاں موت وغیرہ کے متعلق کرنے سے رک جایا کرتے تھے اور اقرار لکھدیا کرتے تھے کہ آئندہ ہم موت کی پیشگوئی کسی کی نہ کیا کریں گے۔ خدا کی گورنمنٹ زبردست یا انسانوں کی پہلے مسیح نے تو سولی قبول کی مگر کلمۂ حق پہنچانے سے انکار نہیں کیا۔ مگر اپنے من گھڑت نبی کے حالات سے تم خود ہی واقف ہو۔ ہمیں تشریح کرنے کی حاجت نہیں۔"

(پیغام صلح ۱۰- اکتوبر ص۲ کالم ۲)

اس عبارت سے چند نتائج نکلتے ہیں۔

(ا) یہ کہ مبائعین نبی کریم کو "نبی تراش" کا خطاب دیکر اور اس کے ثبوت میں صرف ایک انسان (حضرت مسیح موعود) کو نبی پیش کر کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کر رہے ہیں۔

(ب) یہ کہ پہلے انبیاء کسی گورنمنٹ کے ایسے محکوم نہ ہوتے تھے جیسے مرزا صاحب تھے۔ کہ انہوں نے گورنمنٹ کے خوف سے انذاری پیشگوئیاں کرنی چھوڑ دیں

(ج)۔ یہ کہ پہلے مسیح نے تو اس قدر جرأت دکھائی کہ صداقت کی خاطر سولی پانا قبول کیا۔ مگر ہمارے (مبائعین کے) من گھڑت نبی کے کچھ اس قسم کے حالات بھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کلمۃ الحق پہنچانے سے "انکار" کیا ہے۔ اور چونکہ ان حالات سے ہم "خود ہی واقف" ہیں۔ اس لئے مضمون نویس صاحب کو ان کی "تشریح کرنے کی حاجت نہیں" ورنہ جہاں انہوں نے اور تکلیف گوارا کی۔ وہاں تشریح کرنے کی مشقت بھی برداشت کر لیتے۔

ان نتائج کے متعلق ہم بتانا چاہتے ہیں کہ یہ حملے ہم پر نہیں کئے گئے۔ بلکہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات پر کئے گئے ہیں چنانچہ اس کا ثبوت ہم ذیل میں دیتے ہیں۔

پہلا حملہ نتیجہ اول کے متعلق یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا ہم مبائعین نے نبی کریم کے متعلق۔ اپنے طور پر یہ لکھا ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حکم اور خدا کے برگزیدہ نبی احمد علیہ السلام نے خود یہی الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال فرمائے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اللہ جلشانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مُہر دی۔ جو کسی اور نبی کو نہیں دیگئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرایا۔ یعنی آپ کی پیروی نبوۃ بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)

اس حوالہ سے نہایت صفائی کے ساتھ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ نبی کریم کی توجہ روحانی کو نبی تراش ہم اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کہا ہے۔ اور ہم آپ کی اتباع میں کہتے ہیں آپ ذرا خدارا غور تو کرو تمہارا یہ اعتراض کہ "ایک طرف نبی تراش نام رکھ کر۔ اور دوسری طرف نتیجہ میں صرف ایک کا لفظ بول کر سراسر نبی کریم کی ہتک کر رہے ہو" کس پر پڑتا ہے۔ ہم پر نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود پر پڑتا ہے اور آپ پر اعتراض کرنے والا جو پوزیشن رکھتا ہے وہ ظاہر ہی ہے

حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا حوالہ سے یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی کو ہم نے "نبی تراش" نہیں کہا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود نے کہا ہے اب دوسری بات یہ رہگئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خطاب دیکر اس کے نتیجہ میں "ایک کا لفظ" جو ہم بولتے ہیں۔ وہ ہمارا اپنا ایجاد کردہ ہے یا حضرت مسیح موعود کا فرمودہ اس کے متعلق بھی سن لیجئے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت

میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ کثیر حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ پہلے اولیاء امت اگرچہ کا نبیاء بنی اسرائیل تھے جس کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی توجہ کو نبی تراش کہا گیا ہے۔ مگر وہ نبی نہیں کہلا سکتے تھے۔ کیونکہ نبی کے لئے جو شرط ہے۔ وہ ان میں متحقق نہ تھی۔ اور وہ ایک ہی شخص میں پائی گئی یعنی حضرت مسیح موعود میں۔ اس کی وجہ بھی ظاہر ہے۔ کہ نبی کریم نے اپنے اور مسیح موعود کے درمیان مبعوث ہونے والے بزرگوں کو کانبیاء قرار دیا اور مسیح موعود کو نبی کہکر دوسرے اولیاء امت سے الگ فرما دیا۔ جس پر خدا تعالیٰ کا قول اور فعل بھی شہادت دیرہا ہے جس کا انکار کوئی دانا اور سمجھدار انسان نہیں کرتا اور خاص کر وہ جو حضرت مسیح موعود کو راستباز مانتا ہے۔ کیونکہ آپ نے خود اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ تک جو صلحا گذرے ہیں وہ کیوں نبی نہ ہو سکے۔ اور اگر وہ نبی ہوتے تو کیا نقص لازم آتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اب ہم غیر مبائعین سے ہی پوچھتے ہیں کہ وہ خدا کے خوف کو دل میں جگہ دیکر بتلائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی کو "نبی تراش" کا خطاب ہم نے دیا ہے یا حضرت مسیح موعود نے۔ پھر اس کے ثبوت میں صرف ایک انسان (یعنی مسیح موعود) کو ہم پیش کر رہے ہیں یا خود حضرت مسیح موعود۔ جب حضرت مسیح موعود ایسا کر رہے ہیں۔ تو آپ کا یہ ناپاک حملہ کہ صرف ایک کا لفظ بول کر نبی کریم کی ہتک کر رہے ہو" کس پر پڑتا ہے۔ خدارا غور کرو اور اس پاک اور مطہر انسان پر حملے کرنے سے باز آجاؤ۔ جس کو مجدد ماننے کے تم بھی مدعی ہو۔ ورنہ خدا کو کیا منہ دکھلاؤ گے۔

دوسرا حملہ

دوسرا حملہ حضرت مسیح موعود کی ذات والا صفات پر یہ کیا گیا ہے کہ آپ گورنمنٹ کے خوف سے انذاری پیشگوئیاں کرنے سے رک گئے حالانکہ پہلے نبی ایسا نہیں کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نبی نہ تھے۔

اگر یہ الفاظ ہم غیر احمدیوں کی طرف سے سنتے تو کوئی افسوس کی بات نہیں تھی۔ مگر اب تو ان لوگوں کی زبان سے۔ جو احمدی کہلاتے اور حضرت مسیح موعود کو راستباز مانتے ہیں۔ نکل رہے ہیں۔ پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ ظالم اور بے ادب گروہ حضرت مسیح موعود پر حملہ کرتے وقت جھوٹ سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔ اور محض غلط اور بے بنیاد باتوں کو آپ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس بات کا ثبوت اسی جگہ مل جاتا ہے

ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی بھی گورنمنٹ کے خوف سے آئندہ کے لئے انذاری پیشگوئیاں موت وغیرہ کے متعلق کرنے سے نہیں رکے اور نہ گورنمنٹ نے کبھی ایسی روک پیدا کی۔ ہاں یہ ہوا ہے کہ بد زبان اور ناحق کوش لوگوں نے آپ کے متعلق یہ غلط بات مشہور کر دی تھی جس کا آپ نے اپنی قلم سے یہ جواب دیا تھا کہ

"وہ بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ لوگوں کے پاس کہتے پھرتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے۔ خاص کر ڈرانیوالی پیشگوئیوں اور عذاب کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی۔ اور عذابی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا۔ اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔" (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۹)

اس حوالہ کو پڑھ کر مضمون نگار کو غور کرنا چاہیئے کہ اس نے کس قدر دھوکہ دہی اور غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اور وہ بھی اس انسان کے متعلق۔ جس کو وہ راستباز ماننے کا مدعی ہے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ ہماری دشمنی اور عداوت نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ پھر کیا اسے حضرت مسیح موعود کا یہ اعلان یاد نہیں تھا کہ

"آئندہ میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیشگوئی کی جائے۔ بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہیگا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے۔ تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کیجائیگی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے۔ جس میں کسی مکر کی گنجائش نہیں رہیگی۔" کتاب البریہ صفحہ ۹

اس سے معلوم ہوتا ہے صرف ایسی انذاری پیشگوئی کے متعلق جو بطور انفرادی ہو۔ حضرت مسیح موعود نے بطور خود یہ شرط لگائی ہے۔ نہ کہ گورنمنٹ نے آپ کو ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ "آئندہ میں پسند نہیں کرتا" نہ یہ کہ "آئندہ گورنمنٹ پسند نہیں کرتی"

اب یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ آپ گورنمنٹ کے خوف سے انذاری پیشگوئیاں کرنے سے رک گئے تھے اگر ایسا ہوتا تو پھر چاہیئے تھا کہ اس کے بعد آپ کوئی انذاری پیشگوئی نہ کرتے۔ اور مخالفین کو یہ اعتراض کرنے پر حق بجانب سمجھتے کہ اب الہام کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ مگر نہیں جن لوگوں نے آپ پر یہ اعتراض کیا ان کو آپ نے نہایت دندان شکن جواب دیا۔ اور وہی جواب ہم اس

وقت مضمون نگار اور اس قماش کے لوگوں کو دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"ذرا حیا کو کام میں لاکر سوچیں۔ کہ اگر الہام کے دروازے بند ہوگئے۔ تو میری بعد کی تالیفات میں کیوں الہام شائع ہوتے۔ اسی کتاب کو دیکھیں کیا اس میں الہام کم ہیں" (تریاق القلوب)

اب ہم غیر مبائعین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ "ذرا حیا کو کام میں لاکر سوچیں" کہ ان کے محترم نامہ نگار نے ایسا گندہ اور سراسر غلط الزام کیوں حضرت مسیح موعود پر لگایا ہے۔ آپ نے تو اس واقعہ کے بعد۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ گورنمنٹ نے آپ کو انذاری پیشگوئیاں کرنے سے روک دیا۔ ایسی ایسی دل ہلا دینے والی پیشگوئیاں کیں کہ جن کا دائرہ اثر نہایت وسیع تھا۔ کیا روس و جاپان کی جنگ میں جاپان کے فتح پانے۔ اور روس کے شکست کھانے کی حضرت نے پیشگوئی کی تھی یا نہیں۔ پھر ایران کی سلطنت میں تزلزل کی خبر آپ نے دی تھی یا نہیں۔ پھر ترکی سلطنت کے خوفناک حالات اور شکست و فتح کے متعلق آپ نے بتایا تھا یا نہیں۔ ان سب سے بڑھ کر یورپ کی جنگ عظیم جو آجتک چلی جارہی ہے۔ اس کی خبر دس برس پیشتر آپ نے دی تھی یا نہیں۔ روس کی بادشاہت کا انقلاب۔ زار کی حالت زار کو قبل از وقت بتایا تھا یا نہیں۔ اگر یہ سب کچھ تھا تو پھر یہ کہنا کس قدر بیہودگی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے پیشگوئیاں کرنی چھوڑ دی تھیں۔

تیسرا حملہ تیسرا ناپاک حملہ حضرت مسیح موعود پر یہ کیا گیا ہے کہ مسیح ناصری نے تو صداقت کی خاطر سولی قبول کی۔ مگر تمھارے من گھڑت نبی کے حالات سے تم خود ہی واقف ہو تشریح کی ضرورت نہیں۔ گویا مضمون نویس کو حضرت مسیح موعود کے کچھ ایسے خفیہ حالات معلوم ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے کلمۃ الحق پہنچانے سے انکار کیا۔ اور اس کے نزدیک ان حالات سے بھی ہم واقف ہیں۔ ہم تو اس خدا کی قسم کھا کر اقرار کرتے ہیں۔ جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے کہ ہمیں ان حالات کا کوئی علم نہیں ہے۔ ہم تو یہی علم رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلمۃ الحق پہنچانے میں کسی بڑے سے بڑے دشمن اور بڑی سے بڑی تکلیف کی ہرگز کوئی پرواہ نہیں کی

آپ کو اس سے باز رکھنے کے لئے دشمنوں نے ہر ممکن طریق سے روکا۔ قتل کی دھمکیاں دیں۔ مارنے کے منصوبے کئے گورنمنٹ کا باغی قرار دیا۔ لیکن اللّٰہ یعصمک من الناس کی آسمانی بشارت کے مطابق۔ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکا اور آپ پورے زور کے ساتھ تبلیغ حق میں مصروف رہے لیکن۔ اگر کوئی ایسے حالات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کلمۂ حق پہنچانے سے انکار کیا۔ تو ہم تمام غیر مبائعین کو معہ ان کے امیر کے چیلنج دیتے ہیں۔ کہ پیش کریں۔ ورنہ بہت جلدی اس ناپاک حملہ کو واپس لیں۔

چوتھا حملہ مضمون نگار نے حضرت مسیح ناصری کو حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں پیش کرکے آپ کے درجہ کو گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس کے متعلق خود کچھ نہیں کہتے حضرت مسیح موعود کا ہی فیصلہ پیش کرتے ہیں۔ کہ آپ حضرت مسیح ناصری کے مقابلہ میں اپنا کیا درجہ قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں۔

"وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اترا تھا وہی میرے دل پر بھی اترا ہے۔ مگر اپنی تجلی میں اس سے زیادہ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔" (دافع البلاء صفحہ ۱۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

"مجھے قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا" (ریویو جلد ۱ صفحہ ۲۵۷)

ان عبارتوں کے ہوتے ہوئے۔ کوئی شخص احمدی کہلاتا ہوا یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے وہ نشانات صداقت نہیں دکھائے۔ جو مسیح ناصری نے دکھائے تھے۔ لیکن اگر کوئی نادان ایسا بھی ہے۔ جو حضرت مسیح ناصری کے سولی پر چڑھائے جانے کو حضرت مسیح موعود پر وجہ فضیلت قرار دیتا ہے۔ تو اسے یاد رکھنا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح کے ظالم اور بیرحم دشمنوں کو آپ کے سولی پر چڑھانے کی قدرت حاصل ہوگئی تھی۔ مگر حضرت مسیح موعود کے دشمنوں کو یہ قدرت ہی نہیں دی گئی۔ اس سے خود فیصلہ کرلینا چاہئے۔ کہ کس کا درجہ بڑا ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود چونکہ بروز محمد صلعم اور احمد موعود تھے اس لئے آپ کے دشمن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

پہ مسیحا ہو کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

اب ہم حق پسند اصحاب سے پوچھتے ہیں۔ کیا جن لوگوں کی یہ حالت ہوگئی ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہایت ناپاک اور گندے حملے شروع کردیے ہوں۔ اور بڑے فخر سے انھیں شائع کیا جاتا ہو۔ انہیں سلسلہ احمدیہ سے کچھ تعلق ہوسکتا ہے۔ اور کیا یہ ان کی سیاہ باطنی۔ اور ناحق کوشی کا کھلا کھلا ثبوت نہیں ہے اس کا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

پانچواں حملہ ۱۴۔ اکتوبر کے پیام میں کوئی شخص "سیدہ" کا نقاب منہ پر ڈال کر۔ اس بہشتی مقبرہ کے متعلق جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی الٰہی کے ماتحت تجویز کیا ہے۔ لکھتا ہے۔

"خواہ وہ کچھ بھی ساری عمر کرتا رہے۔ اگر مقبرہ کے لئے دسواں حصہ اپنی جائداد کا وہ دیدے تو گویا وہ بہشتی ہوگیا"

یہ اعتراض اس وقت تک غیر احمدیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود پر کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ جنہیں کی دفعہ ہم سراج الاخبار کے اسی قسم کے اعتراض کا جواب دے چکے ہیں۔ لیکن آج ہم ان لوگوں کی طرف سے یہ سن رہے ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کے موجود ہوتے ہوئے۔ کہ

"کوئی یہ خیال نہ کرے۔ کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کردیگی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اسمیں دفن کیا جائیگا"

یہ حملہ [illegible]

خطبہ جمعہ

ہر ایک انعام کے ساتھ آزمائش ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء

حضرت نے سورۂ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم سے چلی آتی ہے۔ اور یہ ان اصول میں سے ہے جن پر بہت سے معاملات کی بنیاد ہے کہ ہر بھلائی کے ساتھ ہر ترقی اور ہر درجہ کے ساتھ کچھ دکھ اور تکلیف لگی ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھو سورۂ فاتحہ جس کو الحمد سے شروع کیا ہے۔ بتلاتی ہے کہ اس میں بڑے انعام دیئے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ الحمد سے شروع ہوتی ہے صراط الذین انعمت علیہم کے ساتھ غیر المغضوب علیہم بھی رکھا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ کتنا بڑا بھی انعام ہو۔ اس کے ساتھ کچھ تکالیف اور مشقتیں ضرور لگی ہوتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر انعام کے ساتھ امتحان بھی ہوتا ہے۔ سو ہر بڑے انعام کے ساتھ آزمائش بھی بڑی ہوتی ہے۔ اور کوئی نعمت نہیں ملتی جس کے ساتھ آزمائش نہ ہو۔ گلاب کے پھول کو دیکھو اس کی پنکھڑیاں کیسی خوبصورت ہوتی ہیں۔ مگر کانٹے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کے سونگھنے سے دماغ کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور چھونے سے ہاتھ۔ اور دیکھنے سے آنکھ حظ اُٹھاتی ہے۔ مگر ایسی عجیب و غریب اور عمدہ چیز بھی کانٹوں سے محصور ہوتی ہے اور اس کا حاصل ہونا اسی صورت میں آسان ہے کہ کانٹوں کی چبھن کو بھی برداشت کیا جائے۔ پس جو کانٹوں میں سے ہاتھ گذارے گا وہی پھول کو حاصل کر سکیگا۔

تو ہر اس کام سے جو مفید اور بابرکت ہوتا ہے بغیر تکلیف راحت نہیں ملتی۔ اور بغیر مشکلات کے عظمت حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ کی قدرت کا جلوہ اسی وقت ظاہر ہوتا ہے۔ جب مشکلات سے گذر کر انسان کامیاب ہو جاتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ بظاہر وہ ناکام ہے۔ اور دنیا کا کوئی سامان اس کے موافق نہیں۔ لیکن پھر بھی جب کامیاب ہو جاتا ہے تو اس وقت اسے خدا کی قدرت کی سمجھ آتی ہے۔

خدا کے پیاروں اور دوسرے لوگوں کی کوشش میں فرق

پس اللہ تعالیٰ جو بھی انعام دیتا ہے اس کے ساتھ تکالیف رکھتا ہے۔ اور اس کے دیئے ہوئے انعام دوسروں سے نرالے ہوتے ہیں۔ کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ محنت نہ کرے۔ لیکن خدا کے پیاروں کی حالت ان سے الگ ہوتی ہے۔ ان کو بھی محنت کرنا پڑتی ہے۔ جیسا کہ دوسرے لوگ کسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ مگر دوسروں کو صرف محنت کرنا ہوتی ہے۔ اور کوئی شخص ان کے ارادوں کا مزاحم نہیں ہوتا۔ مگر خدا کے پیارے جن کو خدا دنیا میں بڑا بنانا چاہتا ہے ان کی حالت ان سے مختلف ہوتی ہے۔ ان کو محنت بھی کرنا پڑتی ہے۔ اور ساتھ ہی ایک دنیا مقابلہ اور ان کے مٹانے کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کی کامیابی اور رنگ کی اور بہت اہم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مخالفین کو ناکام کر کے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ اور ان کی مثال ایسی ہوتی ہے۔ کہ ایک وزنی گولا ہو۔ اور کسی شخص کو کہدیا جائے کہ اس کو کھینچو۔ اسے کھینچنے میں محنت کرنا پڑیگی۔ مگر ایک دوسرا شخص ہو اس کو کہا جائے کہ اس گولے کو کھینچو۔ اور مخالف سمت میں کئی لوگ بھی اس کے خلاف زور لگا رہے ہوں تو اس وقت اگر وہ اس گولے کو کھینچ لیجائے تو یہ ایک بڑی اور نمایاں کامیابی ہوگی اور پہلے سے بہت بڑھ کر ہوگی۔ پس ہر انعام جو خدا کے برگزیدوں کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ محنت کے ساتھ اپنے اندر یہ بات بھی رکھتا ہے کہ دنیا اس کے چھیننے کے لئے بڑی کوشش کرتی ہے۔ مگر کامیاب وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ خدا کا غیبی ہاتھ اپنا کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور جس کو دنیا اپنی متفقہ قوت سے مٹا دینا چاہتی ہے۔

دوسرے لوگوں کے لئے سامان ہوتے ہیں انھیں ان سامانوں کو بہم پہنچانا اور صرف ان سے کام لینے کیلئے محنت کرنا ہوتی ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے سامان کی فراہمی کے ساتھ اپنی مخالف طاقتوں کا مقابلہ بھی درپیش ہوتا ہے سامان تو بہر حال ہو سکتے ہیں۔ مگر مخالف طاقتوں کو پچھاڑ کر آگے نکلنا یہ ان کی کامیابی میں بڑی بات ہوتی ہے۔ کیونکہ سامان مخالفین کے پاس بھی ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ اس شخص کو شکست دیکر فنا کر دینے کے درپے ہوتے ہیں

خدا کے پیاروں کو کیوں تکالیف آتی ہیں

نادان خیال کرتا ہے کہ اللہ کے نبی۔ اور مشکلات۔ احمق سمجھتا ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ اور تکالیف۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے۔ کہ ہماری یہ حالت ہے کہ جس شخص سے ہمیں محبت ہوتی ہے اسکو کبھی تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ اگر تکلیف کا خیال بھی ہو تو فوراً اس کے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کے نبی۔ خدا کے برگزیدہ۔ اور خدا کے پیارے تکالیف اور رنج و محن سے گذارے جائیں۔ اور خدا ان کی تکالیف کو دور نہ کرے۔ کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے کسی عزیز کو ماریں۔ اور ملکر پیار کریں۔ یا زہر دیں۔ اور پھر ڈاکٹر کو بلائیں کہ یہ ہمارا بہت پیارا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیا یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے بھوکا رہنے دیں۔ اور پھر کہیں کہ یہ ہمارا دوست ہے۔ اس کو کھانا کھلائیں۔ پس جب ہم اپنے کسی عزیز کو تکلیف دیکر پیار نہیں کرتے۔ بلکہ ہم اسے تکلیف دینے کا ارادہ ہی نہیں کرتے۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کے پیارے طرح طرح کی تکلیف اُٹھائیں۔ اور خدا انھیں تکالیف میں ڈال کر۔ پھر انعام دے۔ اگر کوئی خدا ہے تو اسے اپنے پیارے بندوں کو تکالیف سے بچانا چاہئے۔ نہ یہ کہ پہلے وہ تکالیف اُٹھائیں۔ اور پھر انعام پائیں۔ اگر ایسا نہیں تو خدا کی خدائی میں شک کی گنجائش ہے۔ کیونکہ ایسا نہ

کرنے سے خدا کو اپنے پیاروں کی مدد کرنے کی قدرت سے خالی ماننا پڑیگا۔ اور جب قدرت سے خالی ہوا تو خدا خدا نہیں ہو سکتا۔

لیکن نادان نہیں جانتا کہ اللہ کے پیارے جو دنیا کی اصلاح کے لئے آیا کرتے ہیں۔ ان کا ایک کام یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا کو خدا ثابت کریں۔ اور اس کی قدرتوں اور طاقتوں کا جلوہ دنیا کو دکھائیں۔ ان کا کام محض اپنے آپ کو خدا کا پیارا ثابت کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بھی دنیا کو ثابت کرکے دکھلانا ہوتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ اور خدا کی قدرت اور جلال کا ظہور ان کے ذریعہ ہوتا ہے میں اللہ کے پیارے جن کے سپرد اصلاح خلق کا کام ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کے جلال کا مظہر ہوتے ہیں اس لئے جب تک ان کے مخالف سامان پیدا نہ ہوں۔ اور ان کے مخالفین اپنی قوت پورے طور پر ان کے خلاف نہ دکھلائیں۔ اس وقت تک خدا کا جلال اور ان کا منجانب اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسی غرض کے لئے ان تکالیف اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ جن میں کامیاب ہو کر وہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور جلال کا ثبوت بنتے ہیں۔

پس وہ لوگ جو اپنے قیاس کرکے کہتے ہیں۔ کہ خدا کے پیارے کیسے تکالیف میں پڑتے ہیں۔ غلطی پر ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ خدا اپنے پیاروں کو کیوں مشکلات میں ڈالتا ہے۔

ہمیں جو اپنے پیاروں سے محبت ہوتی ہے۔ تو اس سے اپنی طاقت اور جلال کا اظہار مد نظر نہیں ہوتا۔ مگر خدا تعالےٰ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں جن اطبا کو اپنا کوئی کمال دکھانا منظور ہوتا تھا وہ ایسا کرتے تھے۔ مثلاً اگر انہوں نے کسی زہر کا تریاق معلوم کیا۔ تو لوگوں کو اپنی ایجاد کے مفید اور نفع رساں ہونیکا یقین دلانے کے لئے زہر کو خود کھا لیا۔ اور بعد میں تریاق استعمال کیا

خدا کی قدرت کا اظہار

پس جب خدا میں اپنے بندوں کی نازک سے نازک وقت میں مدد کرنے کی طاقت ہے تو اس کو اپنی طاقت کے اظہار کے لئے دکھلانا ہوتا ہے کہ یہ ہمارے بندے جو ایسی حالت میں ہیں اور ساری دُنیا ان کی مخالفت میں سرگرم ہے۔ کامیاب ہونگے۔ اور دنیا کو دکھا دیں گے کہ خدا میں کس قدر طاقت اور قوت اور سطوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ ہر قسم کے مصائب اور تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ مگر خدا کا ہاتھ نہیں چھوڑتے۔ اور جس کام کے لئے دُنیا میں آتے ہیں اس کو کر دکھاتے ہیں۔ اور اس وقت خدا کی طاقت اور جلال ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا جن کو منتخب کرتا ہے اور وہ جو جماعتیں قائم کرتے ہیں۔ وہ اخلاص کے ساتھ باوجود ہر قسم کی تکالیف کے آگے ہی آگے بڑھی چلی جاتی ہیں۔ ان پر ہمیشہ ابتلاء لائے جاتے ہیں۔ مگر ان کے لئے قبل از وقت پیشگوئیاں موجود ہوتی ہیں۔ کہ بالآخر تمھیں ہی کامیابی ہوگی۔ اس راہ میں مخالفین قدم قدم پر ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں سارا زور لگا دیتے ہیں۔ مگر ہوتا وہی ہے۔ جس کی خدا کے نبی پہلے سے اطلاع دے چکے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی کامیابی

دیکھو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کس قدر زور لگایا گیا۔ پھر باوجود مخالفت کے دشمن کو ماننا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب کو کامیابی ہوئی۔ ابتداء میں حضرت صاحب کی کامیابی کے کوئی سامان نہیں تھے۔ مگر آخر دشمن کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کامیاب ہو گئے۔ ایک دشمن یہ دیکھتے ہوئے کہ آپ کو کامیابی ہوئی۔ اس معیار کا تو انکار کردیگا کہ کامیابی کوئی معیار صداقت نہیں۔ لیکن آپ کی کامیابی سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر وہ معیار کا انکار کرتا ہے تو اس سے حضرت مرزا صاحب کی تکذیب ہی نہیں حتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت یعقوب۔ حضرت ابراہیم۔ غرض کہ سب انبیاء کی تکذیب ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ معیار پہلوں کو صادق ثابت کرتا ہے۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کو بھی صادق ہی ماننا پڑیگا۔ پس وہ جو آپ کی کامیابی کو تسلیم کریگا۔ گو یہ کہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ جس سے آپ کی صداقت ظاہر ہو۔ مگر اسے اپنے اس قول کے ساتھ قرآن اور حدیث کو جھٹلانا پڑیگا۔ اور یا تو اسے پہلے انبیاء کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔ یا حضرت مسیح موعود کا اقرار کرے گا۔ اور یہ ایسی زبردست دلیل ہے۔ جس کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا صداقت پسند لوگ جن کے دلوں میں صداقت کا بیج بویا گیا ہے۔ وہ تو آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن وہ جو صداقت سے دور ہیں۔ ان کے ماننے کی کوئی صورت نہیں۔

جن میں صداقت کا مادہ ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ قبل از وقت یہ باتیں کہی گئی تھیں۔ اور اس وقت کہی گئی تھیں۔ جبکہ ہر قسم کے سامان ان کے مخالف تھے۔ اور اب ہو بہو پوری ہو رہی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم نہ کیا جائے۔ دیکھو صوفیوں مولویوں۔ جاہلوں۔ امیروں۔ غرض ہر طبقہ کے لوگوں نے مخالفت کی۔ مگر کامیابی اُسی کو حاصل ہوئی جس کو لوگ مٹانے پر تُلے ہوئے تھے۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب تھے۔ جب مکہ فتح ہوا۔ تو مکہ کی اور عورتوں کے ساتھ ہندہ۔ ابو سفیان کی بیوی بھی بیعت کرنیکو آئی آنحضرت نے فرمایا۔ اقرار کرو کہ ہم آئندہ شرک نہیں کرینگی۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ۔ کیا اب بھی ہم شرک کرینگی۔ آپ اکیلے تھے۔ ساری قوم متفقہ طاقت کے ساتھ بتوں کی مدد میں کھڑی ہوئی تھی۔ مگر آپ جو اکیلے تھے کامیاب ہوئے۔ اور ساری قوم نے شکست پر شکست کھائی۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہو گیا کہ بتوں میں کچھ طاقت نہیں اگر بتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو کیسے ممکن تھا کہ آپ ایک اکیلے ساری قوم پر غالب آجاتے۔

تو یہ ایک فطرۃ کا تقاضہ تھا۔ جو ایک عورت کے منھ سے ظاہر ہوا۔ عورتوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جاہل ہوتی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ جہاں تعلیم نہ ہو عورتیں ضرور جاہل ہی ہوتی ہیں۔ اور عرب میں بھی اس وقت عورتوں کو سیاست میں کچھ دخل نہ تھا ایسی صورت میں ہندہ کا یہ کہنا بتاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود اکیلے ہونے کے ساری قوم پر

کامیاب ہو جانا ان کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔

پس نبیوں کی صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کی مخالفتوں کے باوجود کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تاکہ خدا کی خدائی ثابت ہو۔ خطرناک ابتلا آتے ہیں۔ جن سے دوسرے لوگوں کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ مگر وہ صداقت پر قائم رہتے ہیں۔ اور آخر کار مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ اور ان کے دشمن خائب و خاسر ہو جاتے ہیں۔

یہی معاملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوا دنیا نے آپ کی مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مگر آپ کامیاب ہوئے۔

مشکلات کے دن

اب پھر میں دیکھتا ہوں کہ کچھ آرام کے بعد ہمارے مخالفین کی طرف سے پھر ہمارے رستہ میں تکالیف اور دشواریاں پیدا کی جا رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پھر زور کے مقابل ہونے والے ہیں۔ اس لئے جس طرح ہر بہار کے وقت زہریلے پودے بھی پھوٹ نکلتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے مخالف بھی اب جوش دکھلانے لگے ہیں اور پھر میدان میں آگئے ہیں۔

ہمارے مخالفین کا ہم سے سلوک

ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ لیکن جو اٹھتا ہے ہمیں پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دیتا ہے۔ ہندو رسول کریم کو گالیاں دیتے ہیں۔ عیسائی اس مقدس وجود کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں ان کی رگ حمیت حرکت میں نہیں آتی۔ پھر اگر کوئی ہندو عیسائی ہوتا ہے تو وہ بھی اسلام کے خلاف لکھتا ہے۔ اور اگر سکھ عیسائی ہوتا ہے تو اس کا زور بھی اسلام ہی کے خلاف صرف ہوتا ہے یہ نہیں کہ جس قوم میں سے کوئی عیسائی ہو اس کے متعلق لکھے۔ تاکہ سمجھا جائے کہ اس کو اپنی قوم سے ہمدردی ہے۔ اس لئے ایسا کرتا ہے۔ نہیں۔ جو بھی اٹھتا ہے وہ اسلام کے مقابلہ میں ہی اپنی طاقت خرچ کرتا ہے۔ مگر اس کے لئے مسلمانوں کو جوش نہیں آتا۔ ان کو اگر جوش آتا ہے۔ اگر یہ بھڑک اٹھتے ہیں۔ تو احمدیوں کے خلاف۔ اور احمدیوں کے ان مضامین کے خلاف جن سے آنحضرت صلعم کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے صوفیاء اگر اٹھیں گے۔ تو احمدیوں کے خلاف لکھیں گے۔ ان کے مولوی اپنی گالیوں کا نشانہ بنائیں گے۔ تو احمدیوں کو اگر کوئی مسلمان عیسائی ہو جائے۔ تو ان کو ناگوار نہیں گزرتا لیکن اگر کوئی احمدی ہو جائے تو گویا اس میں سارے عیب جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی مخالفت کرنا وہ عین فرض سمجھتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے لوگ کسی قصبہ یا گاؤں میں بستے ہوں۔ کسی کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن جہاں کوئی احمدی ہوا۔ اس کو نکالنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی برا نہیں۔ مولویوں کے قلم کے تلوار اگر کسی کے مقابلہ پر اٹھتی ہیں تو وہ ہمیں ہیں۔ خدا نے ان سے لوہے کی تلوار تو چھین لی ہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ ایک سچے مذہب کے مقابلہ میں یہ لوگ اٹھیں گے۔ لیکن ان کے قلم کے تلوار اپنا پورا زور ہمارے مقابلہ میں صرف کر رہے ہیں۔ وہ اپنی بدگوئی اور گالیوں کی بارش ہم پر کر رہے ہیں۔ اور ایسا کرنے میں انہیں کوئی خوف نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جن سے ہمارا مقابلہ ہے وہ شریف ہیں۔ اس لئے گالیوں کا جواب گالی سے نہیں دیں گے۔ وہ اپنی گالیوں اور استہزاء پر ہی خوش ہو رہے ہیں۔ کیونکہ عوام دلائل کو نہیں سنتے۔ اور استہزاء سے پیار کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ وہ دن آنے والے ہیں۔ جب لوگ گالیوں سے تنگ آکر دلائل کی طرف توجہ کریں گے۔

صوفیوں کو جوش آتا ہے تو احمدیوں کے خلاف مولویوں کو جوش آتا ہے۔ تو احمدیوں کے خلاف امرا کو جوش آتا ہے۔ تو احمدیوں کے خلاف۔ حاکموں کو جوش آتا ہے تو احمدیوں کے خلاف۔ سوائے ان حکام کے جو گورنمنٹ کے ماتحت ہیں۔ مسلمانوں کی ریاستوں میں ہندو امن سے ہیں۔ ان کے مندر اور شوالے۔ اور سکھوں کے گوردوارے بنتے ہیں۔ مگر احمدیوں کے لئے اجازت نہیں کہ مسجد بنا سکیں۔ ان کی تبلیغ کے لئے چند پابندیاں ہیں۔ مگر احمدیوں کو ممانعت ہے۔

ہمارے مخالفین ایک شور و غوغا کر کے بیٹھ گئے تھے اب پھر اٹھے ہیں۔ لیکن ان کی حالت ایسی ہی ہے جیسے بجھنے والے چراغ کی۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ چراغ میں جب تیل ختم ہو جاتا ہے۔ تو وہ آخر میں پوری روشنی دیتا ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بجھ جاتا ہے۔ پس ہمارے مخالفین کا اب جوش دکھانا۔ ان کے آخری سانس کا پتہ دے رہا ہے۔ اور ان کے لئے آخری لمحہ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

ہمارا فرض

ہمارے خلاف ان لوگوں کی کوششیں گالیاں۔ ہنسی۔ استہزاء پر آرہی ہیں لیکن یہ باتیں صداقت کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ صداقت پھیلیگی اور ضرور پھیلیگی۔ مگر اس وقت ہمارا فرض ہے کہ اس کے لئے سامان مہیا کریں۔ اتفاق و اتحاد اور یکجہتی سے کام میں مشغول ہوں۔ اور ہر قسم کی قربانیاں کرنے کو طیار رہیں۔ بلکہ کریں۔ کیونکہ اس مقابلہ کے لئے قربانیوں کی ضرورت ہے۔ پھر کامیابی انشاء اللہ ہماری ہی ہوگی۔ ہمارے لئے انعام مقرر ہے۔ صرف محنت کرنے کی دیر ہے۔ اور یہ آخری وقت ہے۔ اس وقت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ مزدوروں کو دیکھا ہوگا کہ وہ شام کے وقت محنت زیادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ مزدوری ملنے کا وہی وقت ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں اس وقت اگر مالک خوش ہوگیا۔ تو انعام پائیں گے۔ پس ہمیں بھی چاہئے کہ اس وقت ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ پردہ اٹھنے کی دیر ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ اس فتنہ و فساد کے مقابلہ میں۔ جو ہمارے مخالف ہمارے مقابلہ میں کر رہے ہیں یہ ہے کہ ہمیں انعام دے۔

پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ دشمن نے کروٹ بدلی ہے۔ ہم جسے مردہ سمجھتے تھے۔ وہ ابھی مرا نہیں۔ ہاں آخری دم کو پہنچ چکا ہے۔ پس اس کے فتنوں کے مقابلہ میں ہمت دکھلاؤ۔ اور قربانیاں کرو۔ انعام تمہارے ہاتھوں سے نہیں جائیگا۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں دشمن کے مقابلہ میں کامیاب فتح ہو۔ اور اس کے بعد دشمن کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ تو خاص طور پر ہمت دکھاؤ۔ اور قربانیاں کرو +

حضرت ابن سیرینؒ اور وفات مسیح علیہ السلام

حقیقت نفس الامری ایک آفتاب ہے - جس کو ظلماتی کو خشوں کے بادل گو کہ چو طرف سے اُمنڈ گھمنڈ کر کے آئیں ہرگز چھپا نہیں سکتے - گھنٹہ - دو گھنٹہ کے لئے آفتاب کا تابناک چہرہ چھپ بھی جاوے - لیکن بالآخر اُس کی وہ نور آفریں شعاعیں - جو جگر خارا میں گھُستی - اور اُسے لعل شاہوار بناتی ہیں - ان "تاریکی کے نقابوں - اور اوٹوں کو چیر پھاڑ کر کونے کونے میں پھیل جاتی - اور شپّر منش اور بوم نژاد منکرین کو للکارتی ہیں کہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اس کے پہلے دنیا والوں کا خیال تھا کہ دنیا ایک چپٹی اور مسطح آبادی ہے - جس کے ہر طرف آفتاب گردش کرتا ہے - لیکن آج کسی چھوٹے بچے سے بھی پوچھو تو وہ اس خیال پر ہنسیگا - جوں جوں زمانہ - اور زمانہ کی تحقیقات ترقی کرتے جاتے ہیں - توں توں زمین کے گول اور متحرک ہونے کے دلائل معلوم ہوتے جاتے ہیں -

وفات مسیح کی آواز جب حضرت مسیح موعود کیطرف سے بلند ہوئی - تو چو طرف سے علماء نے اُس کے چھپانے اور غلط ثابت کرنے کی انتھک کوشش کی - لیکن جس قدر اُن کی کوششیں اس نور پر پردہ ڈالنے کی ہوتی ہیں - اُسی قدر خداوند تعالےٰ نت نئے دلائل عقلی - اور نقلی اس کے برخلاف قلوب صافی - اور روشن دماغوں کو سکھا دیا کرتا تھا -

حضرت اقدس علیہ السلام نے جو کچھ لکھا سو لکھا - حضرت قبلہ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے نئے دلائل وفات مسیح پر پیدا کئے - پارسال جناب حافظ روشن علی صاحب نے اس مسئلہ پر نئے شگوفے کھلائے - گذشتہ رمضان کے مضمون میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے نے اس مسئلہ پر عجیب جدت آفرینی کے ساتھ نظر ڈالی اب حیات مسیح والے ہار کر بیٹھ گئے ہیں - اور بیٹھنا بھی چاہئے تھا - کیونکہ مردہ کا حمایتی مردہ ہی ہوتا ہے خفتہ را خفتہ کے کند بیدار -

اثناء مطالعہ میں ہم نے حضرت ابن سیرینؒ کو کو بھی جو فن تعبیر کے امام ہیں - اپنا ہمخیال پایا - خیال آیا کہ پبلک کو اس سے آگاہ کریں - پھر یہ بھی خیال آیا کہ لوگ ماننے والے ہوتے - تو حضرت ابن عباس کی تفسیر ممیتك - حضرت امام مالک - امام بخاری ابن ماجہ کی رائے کو دیکھ کر کیوں نہ مان لیتے - جب ان بزرگوں کا انکار کر دیا ہے - تو ابن سیرین رح کا انکار بھی "ایں ہم بالائے علم"

ایک سوال

مجھے سخت حیرت - اور افسوس آتا ہے - لوگ منہ سے تو ماننے کا اقرار کرتے ہیں - لیکن جب اپنے مزعومات کے خلاف کوئی بات پیش کرو تو کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون کے اولین مصداق بننے کو تیار رہتے ہیں جب ان لوگوں سے کہا جاوے - اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم تو بڑے زور شور سے فرمائیں گے امنا و صدقنا - لیکن جب اُن سے کہا جاوے کہ حضرت ابن عباس جو صدر المفسرین اور صحابہ میں ایک جلیل القدر مانے جاتے ہیں اور علم قرآن کی خداداد دولت سے مالا مال سمجھے جاتے ہیں اُن کی تفسیر متوفیك بمعنی ممیتك امام بخاری کی روایت سے ثابت ہے - تو یا تو خاموشی اس کا جواب ہوگی - یا حضرت مرزا صاحب پر گالیاں -

ایک بات اس مقام پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صحابہ میں بہت کچھ اختلاف آراء تھا - بڑے بڑے جھگڑے ہوتے تھے - اعمال و عقائد کے موٹے موٹے اختلاف صحابہ کا ذکر حدیثوں میں کثرت سے آتا ہے - بی بی عائشہ رضؓ - حضرت علی رضؓ - عبد اللہ ابن عمر رضؓ اور دیگر صحابہ کا اختلاف سب حدیثوں میں لکھا ہے لیکن ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ صحابہ میں حیات و وفات مسیح کے متعلق اختلاف تھا - کیا ایک بھی صحابی کا نام لے سکتے ہو جو حیات مسیح کا قائل ہو - اس کے بالمقابل ہم حضرت ابن عباس جیسے عالم بالقرآن اور جلیل القدر صحابی کی رائے پیش کرتے ہیں - تو پھر آپ بایہم اقتدیتم پر کیوں عمل نہیں کرتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلا اجماع صحابہ کا جس مسئلہ پر ہوا وہ بھی وفات مسیح کا تھا - نبی کریم کی زندگی پر حضرت عمر رضؓ جیسے صحابی اڑے ہوئے ہیں - اور وہ رفیق غار کھڑے ہو کر سناتا ہے - ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - پھر کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰ تو زندہ ہیں -

امام مالک اور امام بخاری - اور دیگر بزرگوں نے اپنے خیالات کا اظہار تو صفائی سے کر دیا - لیکن اور بزرگوں کی خاموشی اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ حیات مسیح کے قائل تھے -

اب بلا کسی توطیہ و تمہید کے میں اُس شخص کا حوالہ لکھ دینا چاہتا ہوں - جس کا نام زیب عنوان ہے - فرماتے ہیں -

ومن رائے انہ غاب فی احدی السموات ولم یدر بنفسہ ولم یرجع الی الدنیا فانہ یموت لا محالہ - لقولہ تعالیٰ انی متوفیك ورافعك الی (جس نے خواب دیکھا کہ وہ کسی آسمان میں غائب ہو گیا - اور دنیا کی طرف پلٹ کر نہیں آیا - تو یقیناً وہ مرجائیگا - کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے - انی متوفیك ورافعك الی (تعطیر الانام ص۱۱ حاشیہ) اس استدلال سے حضرت ابن سیرین کی رائے روز روشن کی طرح عیاں ہے - آسمان پر جانے کے معنی بیشک رافعك الی کے اندر آجائیں - لیکن مرنے کے بعد پھر لوٹ کر نہیں آنے کا ذکر - اور اُس کا بھی اُس آیت سے استدلال فرمانا تمام امور سے حضرت ممدوح کی رائے واضح ہے -

مضمون لمبا ہو گیا ہے - تفصیل ہوشمند ناظرین پر چھوڑتا ہوں -

خاکسار

عبد الحلیم کشکی
از سنبل پور

لنڈن کا تازہ خط

(نوشتہ جناب قاضی عبداللہ صاحب بی-اے-بی-ٹی)

ہفتہ وار لیکچر ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ اپنے نئے مکان پر جاری ہے - ۲- ستمبر کو میں نے حاضرین کو اس مضمون پر ایڈریس کیا تھا - کہ اسوقت دنیا کو کس چیز کی حقیقی ضرورت ہے - اور ثابت کیا تھا کہ کامل معرفت کے ساتھ ایمان باللہ کی ضرورت ہے جو سب روحانی امراض کا علاج وافی اور شافی ہے - پھر اس بات کو واضح کیا تھا کہ یہ معرفت تامہ کیسے حاصل ہو سکتی ہے - اور اس کے لئے کیا ذرائع ہیں - کہ ہمارا ایمان باللہ اس کامل عرفان کے درجہ پر پہنچ سکے جہاں سے ہر قسم کی بد اخلاقیوں - بدکاریوں - سے انسان ایسا بھاگے - جیسے ڈسنے والے سانپ سے - اور اپنے اندر ایسی کامل تبدیلی پیدا کر سکے جو اس کے دل کے لئے دائمی سرور اور اطمینان کا موجب ہو - مسیحی پلپٹ سے اس بارے میں جو امور پیش کئے جاتے ہیں - ان میں کیا نقص ہے - اور کیوں لوگ دن بدن مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں - پھر بتایا کہ خدا تعالےٰ نے آسمانی ذریعہ ایسی ضرورت کے موقع پر کیا مقرر کیا ہوا ہے - اور اس کی شاندار مثال اس زمانہ میں کیا ہے - الحمدللہ لیکچر خوب کامیابی سے ہوا - سوال و جواب کا موقع دیا گیا - تفتیشی اور تحقیقی سوالات حضرت احمد علیہ السلام کے بارے میں ہوتے رہے -

حضرت مفتی صاحب کا لیکچر گذشتہ اتوار کو حضرت مکرم مفتی صاحب نے انسانی زندگی کا مدعا اور اس کے حصول کے ذرائع پر ایک نہایت ہی پرمغز اور مدلل لیکچر دیا - حاضرین کی تعداد امید سے بہت بڑھکر تھی - غیر مسلم انگریز - مرد - عورتیں - اور دیگر مذاہب اور خیالات کے حاضرین کا ایک خاصہ مجمع تھا - حضرت مفتی صاحب کا دلربا پیرایۂ تقریر جیسا کہ اردو زبان میں ہے ویسا ہی انگریزی میں بھی ہے - نہایت محققانہ طور سے آپ نے ثابت کیا کہ انسانی زندگی کا حقیقی مدعا جس کے لئے انسان کو قوی [illegible] دیئے گئے ہیں - یہ ہے کہ قادر ہستی کی طرف پھر کر اس سے رابطہ اتحاد مضبوط کرے تا اسے دائمی راحت حاصل ہو - اس کے بعد تمام وہ ذرائع بیان کئے - جو قرآن کریم میں خالق فطرت نے اس غرض کے حصول کے لئے ذکر فرمائے ہیں -

حاضرین توجہ سے سنتے رہے - اور بعدہٗ نہایت دلچسپ سوال و جواب ہوئے - مادی دنیا کے پرستاروں کو تشفی بخش جواب دیئے گئے - ایک خاتون نے اسلام قبول کیا - اس کی بیعت خادم حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھیجدی تھی - الحمدللہ اگلے اتوار کو میرا لیکچر ہے - سلسلہ احمدیہ اور اس کا مدعا کیا ہے -

کام کی کثرت اور احباب کا فرض کام کی زیادتی بڑھتی جاتی ہے - جو مسلمان ہوتے ہیں ان کو تعلیم دینا سب سے بڑا کام ہے - ایسی ملاقاتوں پر گھنٹے خرچ ہو جاتے ہیں - پھر خط و کتابت کا کام ہے - لیکچروں کی تیاری ہے - تقسیم لٹریچر - اور پادری لوگوں سے مباحثے ہیں نئے مکان کے انتظام سے بہت سی باتوں میں سہولت ہو گئی ہے - اب ضرورت ہے کہ اس مہم عظیم کی تقویت کے لئے جاں نثاران حضرت احمد اور فدائیان اسلام کمر کس کر جہاد فی سبیل اللہ کریں - راتوں کو میٹھی نیند کے مزے لینے کے بجائے اپنے مولےٰ کے حضور دردمندانہ دلوں سے عجز اور نیاز ظاہر کریں - اس کی رحمتوں اور تائیدوں - نصرتوں کے طلبگار ہوں - اپنے پسینہ سے کمائے ہوئے مالوں سے بڑھ بڑھ کر ایثار کریں - اپنی زبانوں - اور خداداد طاقتوں سے گم گشتہ مخلوق کی رہنمائی کرنا اپنے اوپر واجب کر لیں اور اس نور کو اکناف عالم میں پھیلا دیں - جو انہیں خدا کے مرسل کے ذریعہ ملا -

پیشگوئی زار کی حالت زار کے متعلق پوری ہو رہی ہے - نئے واقعات کے معلوم ہونے سے اس کی نہایت ہی زاری کی حالت کا انکشاف ہو رہا ہے مثلاً اسکی شخصیت سے جیسا کہ گورنمنٹ کا تازہ فیصلہ مظہر ہے

مغربی افریقہ میں احمدی مغربی افریقہ سے جو خطوط آتے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہاں بغیر کسی مشنری کے لوگ احمدیت کے گرویدہ ہو رہے ہیں - ایک صاحب نومسلم جو انگلستان کے ایک بندرگاہ میں فوجی خدمات پر متعین ہیں لکھتے ہیں کہ ایک جہاز پر جانے کا اتفاق ہوا - وہاں ملاحوں میں قریباً بیس شخص ایسے ملے جو اپنے آپ کو احمدی مسلمان بتاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں

ایک لیڈی کا تحقیق حق ایک صاحب جو فوج میں عہدہ لفٹننٹی پر ممتاز ہیں اور مختلف میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھا کر چار دفعہ زخمی ہوئے ہیں - ان کے مسلمان ہونے پر ان کی بیوی ان سے بگڑی اور آپس میں ناچاقی واقع ہو گئی - آخر اس کی بیوی نے بڑا سخت خط ہمارے ہاں لکھا - حضرت مکرم مفتی صاحب نے بڑی نرمی سے اس کو جواب دیا - اور ملائمت سے اس کو مائل کیا - کہ زیادہ تحقیقات کرے - چنانچہ گذشتہ جمعرات کو وہ تیسرے پہر آ گئی - اس وقت حضرت مفتی صاحب تو باہر گئے ہوئے تھے میں نے اس کے پیش کردہ شکوک رفع کئے - جس سے اس کو بہت تسلی ہو گئی - شام کا کھانا بھی ہمارے ساتھ کھایا - اور دیر تک اسلام کے فضائل - اور حقانیت پر حضرت مفتی صاحب گفتگو کرتے رہے - انشاء اللہ یہ لیڈی جلد مسلمان ہو جاویگی

درخواست دعا سب احمدی - احباب کے لئے دعا فرماتے رہیں - اور برادر خالد شیلڈریک سب کو السلام علیکم عرض کرتے ہیں - اور دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں - والسلام

خاکسار

قاضی عبداللہ

از لنڈن

صوبہ بہار کے ہولناک فساد

اس صوبے کے ضلع شاہ آباد - اور اس کے ملحقہ اضلاع کے مسلمانوں پر عید اضحی کے دن سے لیکر تقریباً دو ہفتہ تک ہندوؤں کی طرف سے جو ظلم و ستم توڑے گئے ہیں - اور جس وحشیانہ پن سے لوٹ مار قتل و غارت، آتش زدگی، اور بربادی - مستورات - اور مقدس مقامات کی بے حرمتی روا رکھی گئی ہے اس کی نظیر برٹش ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں ہرگز نہیں پائی جاتی - لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کے لیڈر اور اکثر اخبارات محض اس لئے - کہ ہندوؤں نے انھیں ہوم رول کی تحریک کو پرزور بنانے کے لئے اپنے ساتھ ملا یا ہے - ان دردناک اور روح فرسا واقعات کو خفیف کر کے دکھا رہے ہیں - حالانکہ تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے - کہ یہ فساد ایک گہری سازش کا نتیجہ ہیں - چنانچہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایک گشتی چٹھی کے ذریعہ تمام ہندوؤں سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ مستعد ہو کر گاؤ کشی کے روکنے میں سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں - اس خط کی نقول نہایت وسیع طور پر تقسیم کی گئیں - اس میں لکھا گیا تھا کہ جس شخص کو یہ خط پہنچے وہ اس کی پانچ نقلیں کر کے دیگر ۵ ہندوؤں کو بھیجدے - ورنہ اسے ۵ ہے لیکر سو گایوں کی ہتیا کا گناہ ہوگا - یہ خط اس صوبہ کے باہر کے اضلاع میں بھی بھیجے گئے تھے - اس کے علاوہ ایک کیتھی زبان کا خط بھی تقسیم کیا گیا تھا جس کے عنوان میں "جے مہابیر جے جرمن" مرقوم تھا - اور اس میں ناظرین کو بتایا گیا تھا کہ وہ فساد برپا کرنے میں خوف نہ کھائیں - کیونکہ تمام برٹش فوج (خدانخواستہ) اس جنگ میں کام آچکی ہے - اور گورنمنٹ کے پاس گولہ بارود اور دیگر سامان حرب بھی تھوڑ گیا ہے - پس سپاہ کی موجودگی میں بھی لوٹ مار جاری رکھی جا سکتی ہے"۔

اس قسم کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مفسدہ پردازی کے خیالات نہ صرف مسلمانوں کے خلاف تھے - بلکہ گورنمنٹ کے متعلق بھی غدرانہ نوعیت رکھتے - کیونکہ گورنمنٹ کی فوجی طاقت کو کمزور بتا کر لوٹ مار جاری رکھنے کی تحریک کی گئی ہے -

یہ فسادات جس جس تھانہ میں واقع ہوئے ہیں - ان کے متعلق گورنمنٹ بہار و اڑیسہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے -

حسب اختیارات دفعہ ۱۵ - قانون پولیس ۱۸۶۱ء و بر طبق ترمیم قانون ہشتم ۱۸۸۵ء لفٹنٹ گورنر با جلاس کونسل اعلان فرماتے ہیں کہ پٹنہ ڈویژن کے اضلاع شاہ آباد و گیا کے مقامات ذیل بدامنی کی حالت میں پائے گئے ہیں (ضلع شاہ آباد) صدر سب ڈویژن میں آرہ - برہرہ - جگدیش پیرو - شاہ پور - سندیش - اور شہر و نواح کے تھانے - سسرام سب ڈویژن میں سسرام - نوکھا - ڈہیری - ناصری گنج بکرم گنج - دیناروہ - کرگھرا - اور چناری - تھانہ جات - بکسر سب ڈویژن میں بکسر - ڈمراؤں - نوانگر - برہامپور - اور راج پور کے تھانہ جات (ضلع گیا) جہان آباد سب ڈویژن کا تھانہ - اروَل

ہر تھانہ کے متعلق - چونکہ کئی ایک دیہات ہوتے ہیں اس لئے جس جس گاؤں میں فساد ہوا ہے - اس کی فہرست بہت طویل ہے - جس کا پتہ ایک دوسرے سرکاری اعلان سے لگ سکتا ہے - جو یہ ہے -

۱۰ - اکتوبر تک فوج اور پولیس کی جمعیتیں جو بلوے کے وقتوں میں متعین کی گئی تھیں - صورت حالات پر حاوی ہو گئیں - اس تاریخ سے کسی مزید فساد کی خبر نہیں پہنچی - ۹ - اکتوبر کو یہ اطلاع پہنچی کہ دریائے سون کے پار تھانہ اروَل ضلع گیا - اور ضلع پٹنہ میں جنوبی دیناج پور کے ایک گاؤں (امام گنج) میں کچھ فساد رونما ہوئے ہیں - یہ دونوں علاقے زد میں تھے - فسادات کا بہت جلد انتظام کیا گیا -

جن مواضع کو لوٹا گیا ہے - یا جن پر حملہ ہوا ہے ان کی مجموعی تعداد ضلع شاہ آباد میں ۱۰۰ - ضلع گیا میں ۲۰ اور ضلع پٹنہ میں ایک ہے - ان سب میں تقریباً ۵۰۰ گرفتاریاں عمل میں آئیں - واقعات کی تحقیقات جاری ہے - اور مجرموں کے چالان کی تیاریاں ہو رہی ہیں - جن تھانوں میں فساد ہوئے ہیں - ان کے متعلق قانون پولیس ۱۸۶۱ء کی دفعہ ۱۵ کی رو سے اعلان کر دیا گیا ہے - تاکہ معاوضہ کے دعاوی کا فیصلہ کیا جا سکے - زائد پولیس کا بھی انتظام کیا گیا ہے - اسی اثناء میں ۵۰۰ ملٹری پولیس جو حکومت آسام نے مستعار دی ہے - فسادات کے رقبہ میں متعین کر دی گئی ہے - جو فوج اور مقامی پولیس کے ساتھ جو پہلے ہی سے احتیاطاً وہاں متعین ہے - موجود رہیگی - یہاں تک کہ یہ بدنظمی کامل طور پر بند ہو جائے - اور ملک میں طبعی حالات عود کر آئیں -

ان حالات کو پڑھ کر - کانگریسی ہندو مسلمانوں کے اس فرضی - اتحاد اور یگانگت کی قلعی کھل جاتی ہے - جس کا بڑے زور شور سے اعلان کیا گیا تھا -

ظالم اور بے رحم مفسدہ پردازوں نے مسلمانوں پر جو جو ستم ڈھائے ہیں - ان کا کسی قدر اندازہ بانکی پور کے ۲۴ - اکتوبر کے تار سے لگایا جا سکتا ہے - جس میں موضع باڈنا اور ترڈک بگیھا کے متعلق اس طرح ذکر کیا گیا ہے - کہ باڈنا میں مسلمانوں نے یہ سن کر کہ حملہ ہونے والا ہے - بازاروں میں مورچہ بندی کی - چنانچہ انھوں نے پہلے حملے پسپا کر دیئے - گر ہندو پھر بھاری تعداد میں آئے - لیکن انھیں پھر شکست دی گئی - غرضکہ دونوں دفعہ پسپا ہوئے - اور ان کا بھاری نقصان جان ہوا - تحقیقی طور پر معلوم نہیں ہوا کہ کتنی جانوں کا نقصان ہوا - لیکن معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوا کیونکہ تیسری دفعہ ہندو نہایت کثیر تعداد میں واپس آئے - اور انھوں نے مسلمانوں کو مغلوب کر لیا -

اور خبر ملی ہے کہ دیہات کو جلا دیا - مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی گئی - اور جو آدمی بھاگ نہ سکے - انھیں قتل کر دیا - ترڈک بگیھا کے مسلمانوں نے بھی دلیرانہ مقابلہ کیا - پہلے حملہ میں دو ہندو مارے گئے - اور تین مسلمان سخت زخمی ہوئے - تب ان پر ہندو کثیر تعداد میں آئے - اور ان دیہات کو مکمل طور پر لوٹا -

اس وقت تک ۴۰۰ - اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں - نقصان کا اندازہ کئی لاکھ روپے کا کیا جاتا ہے -

ان دردناک اور روح فرسا واقعات کو پڑھ کر کونسا مسلمان ہے - جس کے دل سے یہ دعا نہ نکلتی ہو - کہ خدا تعالے گورنمنٹ برطانیہ کو تا دیر ہمارے سروں پر برقرار رکھے - اور ہوم رول مانگنے والوں کو ناکام کرے -

ہنگامۂ یورپ

برٹش گولہ باری لنڈن ۲۴۔ اکتوبر۔ سر ڈگلس ہیگ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ہاورینکور کے جنوب مغرب میں ہم نے پٹرولوں کے باہمی مقابلہ میں چند قیدی گرفتار کئے۔ ہم نے غنیم کی باتریوں پر نشانے لگانے کا کام کیا۔ اور مختلف نقاط پر تباہی انگیز گولہ باری کی ہمارے توپخانہ نے نیوپورٹ کے خطہ میں سخت آتشزدگی پیدا کی۔

روسی پارلیمنٹ میں وزیر جنگ کی تقریر پیٹروگراڈ ۲۲ اکتوبر ابتدائی پارلیمنٹ میں وزیر جنگ جنرل ورخوسکی نے کہا کہ دشمن کے اس بحری جنگ کا مقصد یہ ہے کہ روس اہانت آمیز صلح کرے۔ فوج میں کمانیر انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ انتظام دوبارہ بحال ہو جائے۔ لیکن مختلف صوبجات غلہ نہیں دیتے جس سے فوجوں کے لئے سامان رسد کا انتظام کیا جائے۔ گورنمنٹ خاص فوجی عدالتیں قائم کریگی جس میں فوجی قواعد اور قوانین سے منحرف ہونے والوں کو سزا دے گی۔

امیر البحر کی تقریر امیر البحر ورسکی نے کہا کہ سامان حرب کی مقدار میں روز بروز کمی ہو رہی ہے۔ اور پیداوار بھی بہت کم ہے۔ سامان باربرداری کا انتظام نہایت ناقص ہے۔ اگر مزدور رات دن کام کریں۔ تو آئندہ موسم بہار میں روس اس قدر کمزور نہ ہوگا۔ جیسا وہ اس وقت ہے۔ انھوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ملاحوں اور افسروں کے تعلقات بہت کشیدہ ہیں۔ اور یہ کہ ہیلسنگفارس میں دونوں کے درمیان خونریزی کی نوبت پہنچ گئی تھی۔ لیکن خلیج ریگا کے بحری معرکوں نے خودبخود ملاحوں اور افسروں میں۔ اتفاق پیدا کر دیا۔

جنرل الگزیف کی تقریر جنرل الگزیف نے کہا کہ روس کی اقتصادی حالت میں فوراً کوئی اصلاح نہ ہوئی تو۔ پھر فوج کا خدا حافظ ہے۔ کیونکہ موجودہ حالت میں وہ اندرون ملک کی امداد پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔ ایم کرنسکی نے جنرل الگزیف کے اس بیان کی شکایت کی کہ فوج میں اب یہ قابلیت نہیں رہی کہ وہ اپنا فرض ادا کر سکے۔ انھوں نے کہا اگر غداروں۔ اور فتنہ پردازوں سے سابقہ نہ ہو تو اسی کرسمس میں روس اور اس کے اتحادی۔ ایک باعزت صلح حاصل کر سکتے ہیں۔

خلیج فنلینڈ میں جرمن آبدوزیں لنڈن ۲۳ اکتوبر۔ ایک روسی کمیونیک میں مرقوم ہے۔ کہ خلیج فنلینڈ میں اکثر جرمن آبدوزیں۔ آگئی ہیں۔ جزائر بالٹک کے تازہ معرکوں میں دشمن کے دو ڈریڈناٹ جہاز ایک کروزر۔ ۱۲۔ تارپیڈو کشتیوں۔ اور بہت سے سرنگ صاف کرنے والے جہازوں کو شدید نقصان پہنچے گو ابھی تک قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ان کا کیا حشر ہوا۔ البتہ اس قدر یقینی ہے۔ کہ دشمن کی ۶۔ تارپیڈو کشتیاں تباہ ہوئیں۔ ہمارا جنگی جہاز سلیون۔ اور ایک بڑا تباہ کن جہاز گروم تباہ ہو گئے۔ اور جہازوں کو کوئی اہم نقصان نہیں پہنچا۔

ساحل بلجیم پر بحری حملہ لنڈن ۲۳۔ اکتوبر۔ سرکاری بیان مظہر ہے کہ ہمارے جہازوں نے یکشنبہ کو اوسٹنڈ کے جہازی کارخانوں پر گولہ باری کی۔ عکسی تصویریں ظاہر کرتی ہیں کہ نتائج بہت اچھے تھے۔

امریکہ صرف جرمنی سے برسر پیکار ہے لنڈن ۲۳۔ اکتوبر۔ دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں لارڈ رابرٹ سیسل نے بیان کیا کہ امریکہ آسٹریا۔ ترکی۔ اور بلغاریہ سے برسر جنگ نہیں۔

آسٹریا میں ہنگامے برن کے نامہ نگار سے معلوم ہوتا ہے کہ آسٹریا کی سرحد پر داخلہ اس وجہ سے بند کر دیا گیا ہے کہ وہاں جابجا سخت ہنگامے واقع ہوئے ہیں۔ اکثر موقعوں پر فوجوں نے مداخلت کی۔ ہنگامہ کرنے والوں نے اکثر کارخانوں میں آگ لگا دی۔

ہندوستان کی خبریں

سندھ ریلوے کی آمدنی ہفتہ مختتمہ ۳۰۔ ستمبر میں مندرجہ عنوان ریلوے کو ۵۸۵۵ روپیہ آمدنی ہوئی۔ جو یکم اپریل ۱۹۱۷ء سے ۳۰ ستمبر تک کل آمدنی ۱۳۶۷۱۷ روپیہ ہوئی۔ گذشتہ سال کے اسی ہفتہ میں ۴۶۶۸ روپیہ ہوئی۔ اور اسی عرصہ میں ۱۱۴۳۰۷ روپیہ آمدنی ہوئی تھی۔

امرتسر میں ملیریا امرتسر میں ملیریا کا زور ابھی کم نہیں ہوا۔ چنانچہ ۱۹۔ اکتوبر سے ۲۲۔ اکتوبر تک چار روز میں کل اموات ۳۱۸ ہوئیں۔

ہندوستانی صنعتی کمیشن ہندوستانی صنعتی کمیشن کا اجلاس بمبئی میں ۶۔ نومبر کو منعقد ہوگا۔ کمیشن مذکور ۲۱۔ اکتوبر سے ۲۴ اکتوبر تک احمدآباد کا دورہ کرے گا۔ اور ۲۵۔ اکتوبر کو بمبئی میں واپس آجائیگا۔ ازاں بعد کمیشن کے دورہ کا پروگرام حسب ذیل ہوگا۔ کراچی یکم دسمبر سے ۶۔ دسمبر تک۔ لاہور۔ ۷۔ دسمبر سے ۱۵۔ دسمبر تک۔ لائلپور ۱۶۔ دسمبر سے ۱۷۔ دسمبر تک کھیوڑا ۱۸ دسمبر۔ سول ۱۹۔ دسمبر۔ امرتسر ۲۰ دسمبر سے ۲۲ دسمبر تک انہی تاریخوں کے اندر کمیشن دھاریوال بھی جائیگا تعطیلات کرسمس کے بعد امرتسر میں کمیشن لوٹ جائیگا۔

مدراس میں ہوم رول کے خلاف جلسہ یورپین باشندگان مدراس کا ایک جلسہ ۲۳۔ اکتوبر کو تحریک ہوم رول کے خلاف منعقد ہوا۔ مقرروں نے پرزور تقریریں کیں۔ اور ہوم رول کے خلاف ریزولیوشن باتفاق رائے پاس کئے گئے

کوئٹہ میں دربار ۲۴۔ اکتوبر کو ۱۱ بجے دن کے کوئٹہ کے سنڈیمن میموریل ہال میں ہزاکسلنسی وائسرائے کا شاندار دربار منعقد ہوا جس میں بلوچستان کے بڑے بڑے سرداروں اور دیگر ہندوستانی معززین کو ہزاکسلنسی کی خدمت میں باریاب ہونیکا موقع دیا گیا۔ ساڑھے گیارہ بجے ہزاکسلنسی وائسرائے موقعہ پر تشریف لائے۔ اور ۳۱ ضرب توپ سلامی سر ہوئی۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹرو پبلشر (۳۶۴) ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا